بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

بحیثیت مجموعی آج کی دنیا میں جرائم کی شرح جس تیزی سے بڑھ رہی ہے تشویش ناک حد تک سنگین ہے۔ چھوٹے ملک ہوں یا بڑے، امیر ملک ہوں یا غریب جرائم کی گرم بازاری کم و بیش ہر جگہ یکساں ہے۔ جرائم کی نوعیت میں فرق ہوسکتا ہے مگر کثرت اور سنگینی ہر جگہ ایک سی ہے۔ جرائم کی روک تھام کے لئے نئی نئی تدبیریں کی جاتی ہیں پھر بھی جرائم میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو محکمے یا ادارے جرائم کی روک تھام کے لئے بنائے جاتے ہیں وہ خود جرائم کے شریک وسہیم بن جاتے ہیں۔ ایک ملک کی حکومت محکمہ انسداد رشوت ستانی قائم کرتی ہے تاکہ رشوت کا لین دین ختم ہو اور معاشرہ اس لعنت سے نجات پائے لیکن اگر اس محکمے کے افراد خود ہی رشوت ستانی میں ملوث ہو جائیں تو پھر کیا کیا جائے ع چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

ترقی یافتہ ممالک میں عام مروجہ سسٹم کی ناکامی کے بعد ایک زیادہ بااختیار نگران اعلی مقرر کرنے کا تجربہ کیا گیا ہے جس کو امبڈس مین (Ombuds man) کہتے ہیں۔ لیکن وہی سوال یہاں بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر امبڈس مین بھی بدعنوانی کا شکار ہو جائے جس کا احتمال بہرحال رہتا ہے تو کیا ہوگا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر معاً خیال اس طرف جاتا ہے کہ جرائم کی روک تھام محض خارجی ذرائع سے ممکن نہیں اس میں مکمل کامیابی کے لئے ایک ایسا محتسب پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو خود انسان کے اندر ہو جو ہر آن اس کے ساتھ ہو اور جہاں وہ کوئی غلط کام کرنے کا ارادہ

کرے وہ اسے روک دے۔ عام اصطلاح میں اس محتسب کو ضمیر، نفس لوامہ یا قوت ایمانی کہتے ہیں۔ انسان کے بطون میں اس قسم کا محتسب پیدا کرنے کا واحد ذریعہ ایمان بالاخرۃ ہے، یہ عقیدہ کہ مرنے کے بعد انسان ایک دوسری زندگی میں داخل ہوگا جہاں ایک خدائے علیم و خبیر کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی اور وہاں دنیوی زندگی کے ایک ایک عمل کا بدلہ دیا جائے گا اصلاح حال کا ایسا کافی و شافی ذریعہ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور ذریعے کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔

آخرت یا حیات بعدالموت کا تصور نیا نہیں لیکن کائناتی صداقت کی حامل دیگر اقدار حیات کی طرح اس تصور کو بھی اسلام جس وضاحت جامعیت کمال اور عملی افادیت کے ساتھ دلوں میں راسخ کرتا ہے یہ اسی کا حصہ ہے۔ اسلام اس عقیدے کو جس طرح پیش کرتا ہے یہ عقیدہ فعال ہوکر انسان کی دنیوی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس عقیدے کی اثر اندازی اور فعالیت ہی اس قسم کے نتیجے پیدا کرسکتی ہے کہ ایک آدمی غلبہ نفس کی وجہ سے ارتکاب جرم کرنے کے بعد چھپنے چھپانے کی بجائے خود کو سزا کے لئے پیش کرنے میں ہی بہتری دیکھتا ہے۔

اسلام نے آخرت کا عقیدہ دے کر دنیا اور آخرت دونوں کی درستی اور بہتری کا سامان کیا ہے۔ اگر کوئی معاشرہ صحیح معنوں میں عقیدہ آخرت سے آشنا ہو تو آخرت سنورنے کے علاوہ اس کی دنیوی زندگی بھی جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ اے کاش مسلمان اور دنیا کے تمام انسان اس عقیدے کی اہمیت کا کامل ادراک کر سکتے اور اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کے لئے عملاً اسلام کو اپنا ضابطہ حیات بناتے۔ فهل من مدکر !